فقہی مسائل میں اختلاف طلابِ علم کے مابین دشمنی کا سبب نہ بنے!

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

آپ کی کیا نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے بھائیوں سے ولاء اور براء (دوستی اور دشمنی) کا معیار کسی مسئلے میں موافقت کرنے یا نہ کرنے کو بناتے ہیں، اور اسی طرح حسد اور بغض جو طلابِ علم میں پایا جاتا ہے اس کے لئے آپ[1] کی کیا نصیحت ہے؟

جواب: یہ بات صحیح ہے، کیونکہ بعض لوگ ولاء اور براء (دوستی اور دشمنی) کا معیار کسی مسئلہ میں موافقت کرنے یا موافقت نہ کرنے کو بناتے ہیں۔ تو تم پاوگے کہ کوئی شخص کسی شخص سے دوستی رکھتا ہے اس لئے کہ وہ اس کی موافقت کرتا ہے اور سے براءت کا اظہار کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ میں تمہیں ایک قصہ بیان کرتا ہوں جو ہم پر منیٰ میں گزرا، دو افریقی گروہوں کے بیچ۔ ان دونوں میں ہر ایک دوسرے پر لعنت کر رہا تھا اور ایک دوسرے کو کافر کہہ رہا تھا۔ انہیں ہمارے پاس لایا گیا۔ وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ ہم نے پوچھا: کیا ہوا؟ پہلے گروہ نے کہا کہ یہ شخص جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھتا ہے، اور یہ سنت کا انکار کرنا ہے[2]۔ دوسرے نے کہا: یہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کو چھوڑ کر کھڑا ہوتا ہے اور داہنے کو بائیں پر نہیں

---

[1] یعنی فقہی مسائل میں جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے نہ کہ عقیدے کے باب میں۔ بلکہ کسی سے محبت اور نفرت اللہ کے لئے ہونی چاہئے۔

[2] شمال افریقہ میں مالکی مذہب کی اندھی تقلید کرنے والے لوگ نماز میں قیام کے دوران ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اور اسی کو سنت سمجھتے ہیں، جبکہ امام مالک رحمہ اللہ نے خود موطاء میں باب باندھا ہے: باب وضع الیدین احداھما علی الاخریٰ فی الصلاۃ اور اس باب میں قیام میں ہاتھ باندھنے کی حدیثیں ذکر کی ہیں۔

رکھتا اور یہ کفر ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: من رغب عن سنتی فلیس منی (جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے)[۳]۔ اور اسی بنا پر یہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے تھے، جبکہ یہ معلوم ہے کہ یہ مسئلہ سنت کا مسئلہ ہے [۴] جو نہ واجب ہے نہ رکن ہے اور نہ ہی نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ بہت کوشش کے بعد وہ ہمارے سامنے تو مان گئے واللہ اعلم ہمارے پیچھے ان کا کیا معاملہ ہو گا۔

آج افسوس کے ساتھ ہم پاتے ہیں بعض بھائیوں کو جو اپنے (مسلمان) بھائیوں پر ملحد (بد دین) لوگوں سے زیادہ رد کرتے ہیں جن کا کفر بالکل واضح ہے۔ وہ ان (ملحد اور بد دین) لوگوں سے زیادہ ان (مسلمان) سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان کو ایسے کلام سے مشہور کرتے ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں اور نہ ہی کوئی حقیقت ہے، لیکن حسد اور زیادتی اس کی وجہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حسد یہودیوں کا اخلاق ہے جو اللہ کے بندوں میں بدترین ہیں۔ پھر حسد سے حاسد کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ اس سے صرف غم اور حسرت ہی بڑھتی ہے۔ دوسروں کے لئے خیر چاہو تمہیں بھی خیر حاصل ہو گا۔ یہ بات جان لو کہ اللہ اپنا فضل جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اگر تم کسی سے حسد کرتے ہو تو تم اس سے اللہ کا فضل نہیں روک سکتے، بلکہ تمہارا دوسروں کے لئے اللہ کے فضل کو روکنے کو پسند کرنا اور اس کے لئے اللہ کی نعمت کو ناپسند کرنا تمہیں اللہ کے فضل کو پانے سے روک سکتا ہے۔ اسی لئے اگر کوئی طالب علم حاسد ہے تو اس کی طلبِ علم کی نیت اور اخلاص میں شک ہے، کیونکہ اگر وہ کسی سے حسد کر رہا ہے کیونکہ دوسرے کی لوگوں کے نزدیک جاہ ہے اور اس کی بات ہے اور لوگ اس کے ارد گرد ہوتے ہیں تو وہ اس سے حسد کرتا ہے کیونکہ وہ دنیا چاہتا ہے۔ اگر وہ حقیقت میں آخرت چاہتا اور علم چاہتا تو اس شخص کے بارے میں پوچھتا جس کے گرد لوگ ہیں اور اس کے قول کو لے رہے ہیں، اس کے علم کے بارے میں پوچھتا تاکہ وہ بھی اس کے جیسا ہو، اس کے پاس اس سے فائدہ اٹھانے آتا۔ رہا اس

---

[۳] البخاری: ۵۰۶۳، مسلم: ۳۴۶۹

[۴] شیخ کی مراد یہاں پر فقہی اصطلاح میں سنت مراد ہے یعنی جو مستحب ہے

سے حسد کرنا، اسے بدنام کرنا، اس کے عیوب بیان کرنا جو اس میں ہیں ہی نہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ناحق ظلم اور سرکشی ہے اور ایک مذموم خصلت ہے۔

(مصدر: کتاب العلم ص ١٠٦— ١٠٧ از شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ)

ترجمہ اور حاشیہ: ابو مریم اعجاز احمد